ٹی وی مزاحیہ اُردو پروگرام ''حسبِ حال'' کا جائزہ

ثنا ہارون، شعبۂ میس کمیونیکیشن، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract

Famous program of Duniya News "Hasb-e-Hal" has laid the fondation of new comedy trends in Pakistan media. Central actor of this humonous program "Azizi" exposes society in light but symbolic style.

ایک زمانہ تھا پی ٹی وی (Pakistan Television) کا راج تھا۔ خبروں کا وقت طے تھا۔ عید شب رات یا دیگر خاص دنوں میں مزاحیہ پروگرامز (Programs) ہوا کرتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ شعبۂ صحافت کے انداز اور رنگ ڈھنگ اور طریقہ کار میں ترقیاں ہوتی گئیں۔ ٹی وی چینلز (tv channels) کی کثرت ہوگئی۔ ہر چینل انسانی زندگی اور مشینی نقل وحرکت کو Live پیش کرنے لگا۔ اس وقت پاکستانی ٹی وی چینلز کی ایک لمبی فہرست نظر آتی ہے۔ مثلاً 92 News HD، Aaj News، Abb Takk News، ARY News، BOL Channel، Business Plus، Capital TV، Channel 24 (Pakistan) HD، News 5، City 42، Dawn News، Din News، Dunya News، Express News، Geo News، Geo Tez، Jaag TV، KTN News، Metro One، Neo TV، News One، PTV News، Royal News، Roze News، Samaa TV، Sindh TV News، Such TV اور News Waqt وغیرہ اردو اور انگریزی خبروں کے علاوہ مختلف علاقائی زبانوں مثلاً پنجابی، سندھی، بلوچی اور پشتو میں خبروں کی ترسیل کا اہتمام کیا گیا ہے۔ تفریحات کے لیے بھی الگ چینلز موجود ہیں مثلاً Urdu General Entertainment کے تحت، Aaj Entertainment، A-Plus Entertainment، ARY Digital، ARY Zindagi، ATV، Dhoom TV، DM Digital، Express Entertainment، Filmazia Entertainment،، Geo Entertainment، Geo Kahani،، Hope TV، Hum Sitaray، Hum TV، Indus Vision، PTV Home، See TV، SBN، TV One (Pakistan)، Urdu 1 وغیرہ۔ اس طرح مذہبی یا اسلامی ٹی وی چینلز میں، ARY Qtv، HadiTV، Haq TV، Labbaik TV، Madani Channel، Mashriq TV، Paigham TV، Takbeer TV وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اردو اور انگریزی، فلموں، ڈراموں،

موسیقی، صحت وخوراک، کاروبار، فیشن، تعلیم اور خریداری کے لئے بھی الگ سے چینلز موجود ہیں۔

ہمارے ہاں نیوز چینلز پر خبروں کے علاوہ مختلف سیاسی، سماجی، معاشرتی، جرائم، ٹاک شو، مارنگ شو، انٹرویوز اور مزاحیہ پروگرامز پیش کیے جاتے ہیں۔ مثلاً ''ہم سب اُمید سے ہیں''، ''حسبِ حال''، ''خبرناک''، خبردار''، ''مذاق رات'' اور ''فیملی فرنٹ'' وغیرہ۔ یہاں ہمارے پیش نظر دنیا نیوز کا مزاحیہ اردو پروگرام ''حسبِ حال'' ہے۔ کسی بھی معاشرے میں برائیاں طنز ومزاح کی جڑ ہوتی ہیں۔ معاشرے میں جس قدر گھٹن ہوگی اتنا ہی طنز و مزاح پیدا ہوگا۔ مزاح یعنی Humor کسی عمل، خیال یا صورت، واقعے، لفظ یا جملے کے خندہ اور پہلو کو دریافت کرنا، سمجھنا اور ان سے محظوظ ہونا جبکہ طنز satire، حماقتوں، برائیوں اور بداخلاقیوں کی مذمت کرنا بغیر کسی طرح کی بد مزگی پیدا کیے کہ ان کے خلاف جذبات تو پیدا ہوں لیکن مزاح بھی پیدا ہو۔

دنیا نیوز چینل (۱) پر خبریں، حالاتِ حاضرہ، تبصرے، تجزیے، تفریحی، معلوماتی، سیاسی، طنزیہ اور مزاحیہ پروگرام پیش کیے جاتے ہیں۔ اس چینل کے سیاسی طنزیہ مزاحیہ اردو پروگرام ''حسبِ حال'' کا آغاز ۲۰۰۹ء میں ہوا۔ اس کے پہلے میزبان آفتاب اقبال (۲) تھے۔ آج کل اس کے میزبان جنید سلیم (۳) ہیں جبکہ مہمان میزبان کے طور پر ناجیہ بیگ (۴) اور سہیل احمد (۵) اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ۲۰۱۴ء سے نواز انجم (۶) بھی اس پروگرام میں شامل ہو گئے۔

سیاسی طنزیہ اور مزاحیہ اردو پروگرام ''حسبِ حال'' کا بنیادی تصور آفتاب اقبال نے دیا۔ آفتاب اقبال اپنے مزاحیہ کالم میں عزیزی کے مزاحیہ کردار کو پیش کیا۔ جعفر اپنی برقی تحریر ''نقاب اور آفتاب'' میں لکھتے ہیں:

> ''یہ کوئی دو ڈھائی سال پہلے کی بات ہے، ''خبرناک'' اور اس سے پہلے ''حسبِ حال'' کے میزبان آفتاب اقبال نوائے وقت میں ''حسبِ حال'' ہی کے عنوان سے کالم لکھا کرتے تھے۔ میں بھی اس کالم کے متاثرین میں شامل تھا اور اکثر صاحب کو ذریعہ برقی خط کالم کے بارے میں اپنے تاثرات پہنچایا کرتا تھا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انھوں نے میرے پیغام کا جواب دینے میں تاخیر کی ہو۔ میں ان کے کام کے مشہور اور مستقل کردار ''عزیزی'' کے بارے میں دریافت کیا تھا کہ کیا واقعی یہ کردار حقیقی ہے یا گھڑا گیا ہے۔ اور اس پر انھوں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ ''عزیزی'' واقعی موجود ہے اور ان کا بہت اچھا جاننے والا ہے نام بتانے پر البتہ راضی نہیں ہوئے تھے''۔ ۷

دنیا نیوز کے سیاسی طنزیہ مزاحیہ اردو پروگرام ''حسبِ حال'' سے پہلے آفتاب اقبال کے اخباری کالم اور مزاحیہ کردار ''عزیزی'' اپنی شناخت اور پہچان بنا چکا تھا۔ ''عزیزی'' کا کردار حقیقی ہے یا فرضی بہر حال یہ ایک صحافتی مزاحیہ کردار ہے۔ اس کردار کے ذریعے معاشرتی، سیاسی اور تہذیبی خامیوں کا بے نقاب کیا گیا۔ دنیا نیوز کے پروگرام ''حسبِ حال'' نے اس کردار میں مزید وسعت پیدا کردی اور اس کردار کا دائرہ کار پھیل گیا۔ ایسے کردار اردو ادب یا اردو صحافت میں پہلے سے چلے آرہے ہیں۔ جیسا کہ رتن ناتھ سرشار (۱۹۶۹ء-۱۹۰۳ء) اودھ اخبار کے ایڈیٹر (۱۸۷۸ء) تھے انھوں نے اپنے صحافت ادب ایک بے مثل ''خوجی'' کا کردار وضع کیا۔ قسط وار شائع ہونے والا

یہ صحافت ادب بعد فسانہ آزاد (ناول) کے نام یکجا شائع ہوا۔ان کے مزاحیہ کردار ''خوجی'' کے غیر لکھنوی معاشرے کا تذکرہ نامکمل ہے۔سرشار کے اس ضخیم ناول میں اکثر کرداروں کو مضحک خاکوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔جس سے ان کا مقصد لکھنوی معاشرے کی خامیوں اور برائیوں کی نشاندہی تضحیک بنانا ہے۔ان کرداروں کی گفتگو اور حرکات وسکنات سے مزاح پیدا کیا گیا ہے۔اس طرح ان کے بعد اردو کے مقبول لکھاری اشفاق احمد نے تلقین شاہ کی صورت پیش ہے۔

ہندوستانی تہذیب میں نقلیں پیش کرنا بہروپ بھرنا باقاعدہ ایک تفریح کے طور پیش ہوتا رہا ہے۔یہ بھانڈ یہ نقلیں پیش کرتے تھے۔ڈاکٹر عطیہ نشاط اپنی کتاب اُردو ڈرامہ روایت اور تجزیہ میں لکھتی ہیں:

''انیسویں صدی نے لکھنؤ میں فارغ البالی اور بے فکری نے تفریح کے ذرائع کو بہت وسیع کیا۔طوائفوں، گانے والیوں کے ساتھ ساتھ بھانڈوں کے باکمال طائفے دور دور سے آ کر یہاں بس گئے۔کشمیری بھانڈوں کی یہ صفت تھی کہ وہ اپنے کمالات بڑی شان سے دکھاتے تھے۔ان نقلوں کو باقاعدہ ڈراما تو نہیں کہا جا سکتا لیکن فن ڈراما کی ایک شاخ ضرور کہہ سکتے ہیں۔ان میں پلاٹ یا قصہ نہیں ہوتا تھا۔ان میں چھوٹے چھوٹے ہنسانے والے مزاحیہ ڈرامے ہوا کرتے تھے جن میں من گھڑت واقعات کو مزاحیہ انداز میں پیش کیا جاتا تھا۔بھانڈوں کی نقلوں کی سب بڑی خوبی یہ کہ وہ لوگ فی البدیہہ بولتے تھے''۔۸

بہروپ بھرنے یا نقلیں اتارنے والے نقال یا بھانڈ اداکاروں کا ذکر سید مسعود حسن رضوی ادیب نے اپنی کتاب اردو ڈراما اور اسٹیج میں کیا ہے۔ان کے بعد عشرت رحمانی نے اپنے مضمون ''اردو ڈرامے کی ایک صدی'' مشمولہ ادب لطیف ڈرامہ نمبر میں کیا ہے۔ڈاکٹر عطیہ نشاط کا ماخذ بھی یہی دو تحریریں ہیں۔یہ ابتدائی نقوش ہیں کہ ایک کردار تفریح کے لیے کسی نقل پیش کرتا ہے۔اس میں شکل وصورت کا انداز، حرکات وسکنات اور آواز غرض کہ ہر طرح سے ایک مکمل کردار پیش کیا جاتا لیکن اس کا مقصد صرف تفریح تھا۔اس تفریح کے بعد برٹش دور میں اسٹیج ڈراموں کا رواج عام ہوا اور اسٹیج ڈرامے کے ساتھ ''کومک'' بھی پیش کیا جانے لگا۔اس کا ذکر ڈاکٹر عبدالعلیم نامی نے اپنی کتاب اُردو تھیٹر کی جلد اوّل میں یوں کیا ہے:

''۱۸۵۸ء میں جب حکومت اور پبلک کو غدر یا جنگ آزادی کی تہلکہ خیزیوں سے اطمینان نصیب ہوا، تو اسٹیج پر پھر گہما گہمی شروع ہوگئی۔پارسیوں نے جب ''فرنگی اور ہندوستانی طرز حکومت کا موازنہ'' پیش کیا تو ''بوڑھے خوشحال کی دعوت'' نامی کومک بھی دکھلایا گیا۔پارسی منڈلیاں کسی خاص تنقیدی اور اصلاحی مقصد کے تحت کومک دکھلاتی تھیں۔مثلاً دھنجی غرق، تری رام، سکارام، گیلی راتری، بھاٹیا کی نقل، کپور چند، ماتا چند، گھاٹی گراکیس، پینسٹھ سالہ دولہا اور تیرہ سالہ دولہن وغیرہ وغیرہ۔ان کا ایک جمالی نقشہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔دھنجی غرق ایک بے ایمان پارسی جس کا نام دھنجی تھا اور گھڑیوں کی تجارت کرتا تھا۔عادتاً اچھی گھڑیوں کے پرزے نکال کر معمولی پرزے لگا دیا کرتا تھا۔دھنجی شرفا کے لیے ایک وبال جان تھا۔گھڑیاں مرمت کرانے والے اس کی اس حرکت

سے نالاں تھے چنانچہ ایک کومک تیار کیا گیا اور اس کا نام دھنجی غرق رکھا گیا۔ اس کومک میں دکھلایا گیا کہ کس طرح دھنجی گھڑی ساز اچھے پرزے نکال کر قیمتی گھڑیوں کو غرق کر دیتا ہے۔ تماشائی دھنجی کی حرکتوں سے ہوشیار ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں اس کو دوکان بند کرنا پڑی‘‘۔9

اسی طرح نامی صاحب نے چند اور کومک کی تفصیل بھی بیان کی ہے جن میں لوگوں کی برائیوں، دھوکا، فراڈ، ظاہرداری یا دیگر سماجی برائیوں کو کرداری صورت میں پیش کر کے ان کو بے نقاب کیا گیا۔ اس طرح سیاسی سماجی اور معاشرتی اصلاح کے مقاصد کے لئے کومک پیش کیا جاتے رہے جو دس سے پندرہ منٹس کے دورانیہ پر مشتمل ہوتے تھے۔ مذکوزہ بالا ادبی صحافتی اور ڈرامائی صورتوں میں ایسے کردار پیش کیے جا چکے ہیں جن کا بنیادی مقصد تفریح کے علاوہ معاشی اور معاشرتی مسائل کو مزاحیہ انداز میں زیر بحث لانا۔ حکومتی عہدہ دران یا سیاسی شخصیت کی کمیوں اور کوتاہوں کو ہلکے انداز میں پیش کرنا تا کہ اور اپنی اصلاح کریں اور معاشرے میں اپنے فرائض کو بہتر انداز میں سر انجام دیں۔ معاشرے کے مختلف چھوٹے عوامی مسائلسے حکومت یا سرکار کو باخبر کرنا۔ دنیا نیوز کے سیاسی طنزیہ مزاحیہ پروگرام ’’حسب حال‘‘ کے مقاصد بھی کچھ ایسے ہیں۔ اس میں بھی سیاسی سماجی مسائل کو طنز و مزاح کے انداز میں پیش کر کے ناظرین کو جہاں محظوظ کیا جاتا ہے وہاں اس مسائل اور معاملات کو ہائی لائٹ بھی کیا ہے۔

اس پروگرام کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

ادب پارے، بیت بازی، حسب ماضی، حسبِ ڈاک، انٹرویو، خبروں پر تبصرہ، مخبریاں، آف بیٹ حسبِ حال، سیاسی فلم، تو تو میں میں وغیرہ۔ اس پروگرام میں ’’عزیزی‘‘ کے مختلف روپ ہیں جو تہذیب کے مختلف طبقات، مسائل اور شخصیات کا روپ پیش کرتے ہیں۔ مثلاً پی کیو این: پروفیسر قیصر نصیر کو PQN کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ کردار ایک بدعنوان سیاست دان ہے۔ عام طور پر اس کے تحت انتخابات اور جلسوں کے موضوعات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

سہیل احمد نے ہمارے معاشرے کے مختلف کرداروں کو پیش کیا ہے۔ ان کرداروں میں میٹر ریڈر، دودھ وا؛لا، ڈاکٹر، فقیر، عامل، استاد، سٹوڈینٹ، کرایہ دار مالک مکان، حکیم، عاشق، رانجھا، مریض دوکان دار، رکشہ والا، ڈرائیور، مستری اور وکیل وغیرہ۔ یہ تمام کردار ہماری حقیقی زندگی سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ یہ معاشرتی کردار ہیں۔ مثلاً رکشہ ڈرائیور کی گفتگو ملاحظہ کیجیے:

جنید: یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔

ڈائیور: شیشہ سیٹ کر رہا ہوں۔ پچھلی سواری کو دیکھنے کے لیے۔

ناجیہ: یہ شیشہ سواریوں پر کیوں سیٹ کیا ہوتا ہے۔

ڈرائیور: زندگی سیٹ کرنے کے لیے۔ میرا مطلب۔ سواری سے بات کرنے کے لیے، سواری نے ہمیں بتانا ہوتا ہے نا، سجے، کھبے، پھر سجے شیشہ دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ کھبہ کدھر ہے۔

جنید: اچھا لوگ کہتے ہیں رکشے میں بیٹھنا ایسا ہے جیسے موت کے منہ میں بیٹھنا۔

ڈرائیور: اویں رنگ بازی اے۔اب دیکھیں ایک رکشہ ڈرائیور نے فرمایا ہے:

رکشہ ڈرائیو کی زندگی عجیب کھیل ہے　　موت سے بچ گئے تو سینٹر جیل ہے

جنید: نہ اتنی تیز چلایا کریں۔

ڈرائیور: ساتھ والی ٹریفک اتنی سلو چل رہی ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے لگ رہا ہوتا ہے کہ ہم بڑی تیز جا رہے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہوتی۔ ۱۰

دیما: دیما ایک بیمار شخص ہے جسے ہر بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ہمارے ہاں کینسر، ڈینگی یا دیگر ایسی بیماریاں، جن سے زیادہ تعداد میں لوگ بیماری کا شکار ہوتے ہیں تو اس کردار کے ذریعے بیماروں کی زندگی اور مسائل کو پیش کیا جاتا ہے۔

جنید: مریضوں کی دوہائی اس کے بدلے میں ہسپتال عملے کی لاپرواہی۔

دیما: ہائے مجھے دوائی تو کھلا دو۔اوئے دوائی تو کھلا دو ظالمو، اوئے دوائی کھلا دو خدا کے واسطے۔

جنید: کہاں ہے دوائی۔

دیما: دوائی میرے پاس ہے۔دوائی کھانے سے پہلے کچھ کھانا ہوتا ہے، دوائی کھلانے سے پہلے آدھا کلو دودھ اور کڑاہی منگوا دو۔ ہائے چار سے زیادہ روٹیاں نہ منگوانا مجھے ہضم نہیں ہوتی۔ ہائے اللہ اوئے خدا کے لیے دودھ میں جلیبیاں ڈلوا لینا۔ دوائی بڑی کڑوی ہے۔

جنید: تمہیں شوگر ہے۔

دیما: اوئے دوائی کو نہیں شوگر۔اور میں دوائی کی کوڑ مارنے کے لیے جلیبیاں ڈلوا رہا ہوں۔ ہائے باجی ایک دفعہ میرے گھر سے سالن میں کوفتے آئے۔آ کر تینوں کوفتے اٹھا لیے کہتی ہے یہ کوفتے لیباٹری سے ٹیسٹ ہو کر آئیں گے پھر تم کھانا۔ ہائے لے گئی ٹیسٹ کرنے کے لیے۔میں کتنی دیر انتظار کرتا رہا۔ میں پیچھے ہائے ہائے کرتے ہوئے لیباٹری میں گیا، ادھر لیباٹری میں کوفتے روٹی پر رکھ کر ٹیسٹ کر رہی تھی۔

نرس: اصل میں ہم لوگ مریض کا خیال رکھتے ہیں تا کہ مریض جو چیز کھائے وہ ٹیسٹڈ ہو۔

جنید: اچھا آپ نے کوفتے ٹیسٹ کیے ہیں۔شوربہ کیوں نہیں ٹیسٹ کیا۔

نرس: ڈاکٹر صاحب نے انہیں نرم غذا بتائی ہے۔

دیما: ہائے نرم غذا ہوتو ڈاکٹر صاحب نہیں چھوڑتے ایک میرا رشتہ دار آم لے آیا، دو کلو، ہائے جنید صاحب! میں آم کھانے ہی لگا ہوں تو ڈاکٹر صاحب آ گئے، نہ نہ، سخت آم نہیں کھانے، ادھر دے دو، میں تمہیں نرم کر کے دیتا ہوں۔ ہائے لفافہ اٹھا کر پرے گئے اور کرسی پر بیٹھ کر نرم کرتے رہے۔ ہائے ہائے۔ ۱۱

زی وی ایس: یہ ایک فیشن ڈیزائنر ہے جو مرض کے حد تک جدت پسند ہے۔ وہ صرف اپنے ہم خیال لوگوں کو پسند ہے۔ پرانے خیالات سے اسے نفرت ہے۔

عامل بابا: ہمارے معاشرے عامل بابا کا کردار بھی بہت مقبولیت رکھتا ہے۔ضرورت مند لوگ اکثر ایسے عامل کے ہاں جاتے ہیں۔عامل ان لوگوں کو جھوٹے موٹے جنتر منتر، جادوٹونے یا تعویذ گنڈے دیتے ہیں۔ اپنے جھوٹ کے کاروبار سے لوگوں کو لوٹتے ہیں۔اس کردار کے ذریعے معاشرے جعلی اور جھوٹے عاملوں کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔

چیلا: (مستی کے وجد میں کچھ بڑبڑا رہا ہے)

جنید: یہ کیا کر رہا ہے۔

عامل: بیٹا یہ جو کر رہا ہے۔اس کا مجھ سے ۳۵ ہزار مہینہ لیتا ہے اور میرے ساتھ کوئی سرمہ نہیں بیچتا۔

چیلا: میں تو بابا جی مشہوریاں کرتا ہوں۔چلتا پھرتا چینل ہوں بابا جی کا۔

عامل: ہم لوگوں میں خوشیاں تقسیم کرتے ہیں۔لوگوں کے مسئلے حل کرتے ہیں۔لوگوں کے غم کا مداوا کرتے ہیں۔

چیلا: جو لوگ خوش ہوتے ہیں۔سویاں لگا کے کلیجی میں ان کے گھر پھینک دیتا ہوں۔جن کے گھر پریشانی ہو وہاں پینٹ کوٹ پہن کر چلا جاتا ہوں کہ بھائی میرے حالات بھی تم جیسے تھے غریب آدمی تھا۔آج بابا جی کے پھینک کی وجہ سے مرے سارے بچے لندن میں سیٹ ہیں۔

عامل: پھونک مارتے بابے کو کھانسی آئی اگر پھونک پوری مار دیتا تو امریکہ بیٹھے ہوتے۔ [۱۲]

ماسٹر مجید: یہ روایتی قسم کا سکول ماسٹر ہے اسے صرف امتحانات کے موقع پر پیش کیا جاتا ہے۔

جنید: جی غالباً آپ پیپر چیک کر رہے ہیں۔بعد میں دیکھ لیجئے گا۔

ماسٹر مجید: آپ بات کیجیے میں سن رہا ہوں۔

جنید: اگر آپ مجھ سے بات کریں گے تو پیپر کیسے چیک کریں گے۔

ماسٹر: کلاس لگانا یا گڈ لگانا کون سی وڈی سائنس ہے۔

جنید: ماسٹر جی! آپ بغیر دیکھے کون سا گڈ لگاتے جاتے ہیں۔

ماسٹر: تو دیکھوں کیا؟ کچھ لکھا ہو تو دیکھوں۔جو لکھا ہوتا ہے۔وہ دیکھوں اگر تو زیادہ دکھ ہوتا ہے۔

جنید: آپ اتنے بددل کیوں ہیں طالب علموں سے۔

ماسٹر: ہائے ہائے۔آپ کو کیا بتاؤں۔پیپروں میں کیا کیا لکھا ہوتا ہے۔آپ یقین کر لیں اگر آپ پیپر پڑھ لیں تو آپ کا رونا نکل جائے۔یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ٹی وی پر بیٹھتا ہوں ورنہ ''تراہ'' نکل جاتا ہے۔ کیا پڑھوں کیا۔اس کا یہ دیکھو ذرا۔غلط لکھا ہوا ہے۔

''غ۔ل۔ت''۔''غلت'' کو اور غلط کر دیا ہے۔اب یہ دیکھیں لکھا ہے۔''الم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے''۔

جنید: یہ تو ٹھیک لکھا ہے۔

ماسٹر: یہ علم ''ع'' سے ہوتا ہے ''ا'' (الف) سے نہیں۔کیا بندہ پیپر چیک کرے۔پیپر چیک کر کے بندہ بلڈ

پریشر چیک کرے۔[۱۳]

مزید دیکھیے۔آج کل کی سیاسی ضرورت کے تحت ڈگری حاصل کرنے والے امیدوار طالب علموں کی ایک جھلک:

جنید: ماسٹر جی آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا ہوا ہے۔

ماسٹر مجید: یار رونا کیا ہے۔ ہونا۔ ہونا کیا ہے۔ ملک صاحب کو آج کل دورہ پڑا ہوا ہے بی اے کرنے کا۔ مجھے کہتے ہیں ماسٹر مجید تم نے مجھے بی اے کرانا ہے۔ اوپر سے مجھے ڈیرے پر بلوا کے کہہ رہے ہیں۔ ان کے ڈیرے پر تو اچھا خاصہ بندہ آ کر جی جی کرکہتا ہے۔ میں نے انہیں بڑی سمجھانے کی کوشش کی کہ اب سیاست میں بی اے کرنا ضروری نہیں رہا۔کوئی ضرورت نہیں ہے بی اے کی۔ آگے سے مجھے کہنے لگا۔ ماسٹر مجید سیاست کا اور وقت کا کوئی پتہ نہیں، اور بی اے میں نے کرنا ہی کرنا ہے۔ ملک صاحب اب ’’کالے ان پڑھ ہیں‘‘۔ ہاں جی کالے اس لیے کہ ملک صاحب کالے ہیں۔ اتنے سخت کالے ٹیٹ کچور ہیں کہ ان کے ساتھ چٹے ان پڑھ لگاتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔[۱۴]

مسٹر مائیکل: یہ یورپی کردار ہے۔ اس میں غرور اور تکبر ہے۔ یہ پاکستانیوں کو حقارت کی نظر دیکھتا ہے۔ پاکستان کو یورپ سے جو امداد وغیرہ ملتی ہے اس وجہ سے یہ پاکستانیوں پر رعب جماتا ہے۔

سریلے خاں: یہ کردار فنون لطیفہ کی نمائندگی کرتا ہے اور اپنے سازوں اور سازندوں کے ساتھ آتا ہے۔فن موسیقی سے وابستہ افراد کی زندگی کی کچھ جھلکیاں کے ذریعے پیش کی جاتی ہیں۔

ایس ایچ او: ہمارے معاشرے میں ایس ایچ او کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس کے تعاون سے افراد کی زندگیاں آسان ہو جاتی ہیں اور اس کی لاپرواہی یا فرائض کی کتاہی سے لوگ مصیبت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے ذریعے محکمہ پولیس کی رویوں کو پیش کیا جاتا ہے۔

فیکا: سب سے مقبول کردار فیکے کا ہے ۔ یہ سہیل احمد کا مرکزی کردار ہے جس میں فنی اور فکری حوالے سے بہت زیادہ وسعت ہے۔

فیکا: فیکا ایک غریب اور مفلس خاندان کا فرد ہے۔ جس کو اپنی ضروریات زندگی کے لیے قدم قدم پر مشکلات کا سامنا ہے۔ عزیزی نے فیکا کے روپ میں ہمارے معاشرے کے نچلے طبقے کی کرداروں کی مسائل اور مصائب میں گھری ہوئی زندگی کے نقوش ونگار پیش کیے ہیں۔ یہ کردار نچلے طبقے کی نمائندگی کرتا نظر آتا ہے۔ سہیل احمد نے ۲۰۰۵ءمیں ایک مزاحیہ اسٹیج ڈرامہ فیکا اِن امریکہ پیش کیا جو کہ پنجابی زبان میں تھا۔ اس کھیل کو بہت مقبولیت ہوئی۔ اس کھیل میں سہیل احمد کے ساتھ دیگر اداکاروں افتخار ٹھاکر، ثروت ناز، اکرام اداس، عائشہ چوہدری، گوگی، جواد وسیم، ثنا بٹ اور سوہنی شامل تھے۔ اس کھیل کا مرکزی کردار سہیل احمد نے فیکے کے روپ میں ادا کیا۔ فیکا ایک ان پڑھ، بے ہنر غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ ظاہری طور پر ابنارمل نظر آتا ہے لیکن اس کی مزاحیہ باتیں جو بھول پن میں نکلتی ہیں وہ زندگی کی تلخ حقیقتوں

کو پیش کرتی ہیں۔ سہیل احمد جب ’’حسبِ حال‘‘ میں آئے تو فیکا کا کردار بھی اس پروگرام کا حصہ بنا۔ ذیل میں ہم فیکا کے کردار کے گفتگو سنتے ہیں کہ وہ کیا کہتا ہے:

فیکا: ابا کہتا ہے کہ اگر کوئی غلط بات کرے تو آگے سے گانا شروع کر دیا کرو۔

جنید: میں نے کیا غلط بات کی ہے؟

فیکا: مسائل کے دوزخ میں جلتا ہوا آگ کیا ہوا؟ گرمی کی دھوپ میں جلتا ہوا نمائندہ۔

جنید: اوہ۔

فیکا: بڑی گرمی اے۔ بڑی گرمی اے۔ بڑی ای او گرمی اے۔ اوپر سے میرا کام بھی فیکٹری میں بوائلر کا ہے۔ بڑی گرمی ہوتی ہے ہیٹ، ہیٹر بھی چل رہے ہوتے ہیں۔ اور ادھر اک منٹ نہیں کھڑا ہوا جاتا۔ ہمارا جو مالک ہے نہ حاجی صاحب خود اے سی لگا کے بیٹھا ہوتا ہے۔ شیشیوں والے کمرے میں۔ ہم ادھر سے ایک منٹ ہلیں، ٹھنڈا پانی پینے کے تو وہ بے عزتی شروع کر دیتا ہے۔ بڑی گرمی ادھر ہوتی ہے۔ بوائلر کے پاس۔ بوائلر کا پتا ہے تمہیں کیا ہوتا ہے؟[۱۵]

اس مزاحیہ پروگرام کو فنی حوالے سے دیکھا جائے تو یہ صرف ایک مزاحیہ پروگرام نہیں ہے بلکہ اس میں مزاح کے ساتھ طنز کا عنصر بھی شدت سے نظر آتا ہے۔ ٹی وی کے ایسے پروگرام صرف تفریح کے لئے نہیں ہوتے بلکہ تفریح کے ساتھ مختلف سیاسی، سماجی، معاشرتی اور تہذیبی حوالے عوام الناس کی علم و تربیت، شعور، آگہی، دانش اور ایک دوسرے کے اندر احساس پیدا کرنا۔ معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے حقوق اور فرائض کو بہتر انداز میں ذمہ داری سے نبھانے کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے حالات و واقعات سے باخبر کرنا۔ اس کے علاوہ صاحب اقتدار لوگوں کے سامنے عوامی مسائل کو پیش کرنا بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس پروگرام میں ایک حصہ عوامی زندگی کے مختلف کرداروں کو پیش کر رہا ہے۔ دوسرا حصہ سیاسی شخصیت کا بہروپ ہے اور تیسرا حصہ بین الاقوامی شخصیت کا بہروپ پیش کرتا ہے۔

اس پروگرام کو دیکھنے والے ناظرین میں ہر عمر کے مرد و زن شامل ہیں ناظرین کی ایک کثیر تعداد عرصہ دراز سے یہ پروگرام دیکھتی آرہی ہے اس موضوع کے ساتھ اس کی مقبولیت کی ایک وجہ سہیل احمد کی اداکاری بھی ہے کہ اس نے ہر کردار کو اتنی خوبی کے ساتھ پیش کیا ہے کہ اس کی ہر نقل و حرکت بامعنی اور با مقصد ہے۔

حواشی:

۱۔ دنیا ٹی وی پاکستانی نیوز چینل ہے۔ یہ چینل میڈیا ٹائم گروپ میاں عامر محمود کی ملکیت ہے۔ اس چینل کا آغاز یکم دسمبر ۲۰۰۸ء میں ہوا۔

۲۔ آفتاب اقبال (۱۹۔ستمبر ۱۹۶۱ء) کا تعلق بھی اکاڑہ سے ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم رہے پھر ماسٹرز کے بعد مزید تعلیم کے لیے کیلیفورنیا چلے گئے۔ ۱۹۹۴ء تا ۱۹۹۵ء تک وزیر اعلیٰ پنجاب کے میڈیا

ایڈوائزر کے طور پر اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ دی نیوز اور نوائے کے کالم نگار بھی ہیں۔ ان کے والدِ محترم ظفر اقبال اردو غزل کا ایک اہم نام ہے۔ آفتاب اقبال ''حسبِ حال'' کے پہلے میزبان بھی تھے۔ پھر جیو نیوز پر ''خبرناک'' پروگرام شروع کیا اس کے بعد جیو نیوز سے الگ ہو کر ایکسپریس نیوز پر ''خبر دار'' مزاحیہ پروگرام شروع کر دیا۔

۳۔ جنید سلیم (۲۱۔ اگست ۱۹۶۸ء) کا اکاڑہ سے تعلق ہے۔ انھوں نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ذرائع ابلاغ کے شعبے میں ماسٹرز کیا۔ صحافت سے وابستہ ہو گئے۔ دنیا نیوز کے علاوہ روز نامہ انصاف کے مدیر بھی ہیں۔

۴۔ ناجیہ بیگ: اس پروگرام کی دوسری میزبان جس کا کام گفتگو سے زیادہ قہقہے لگانا ہے۔

۵۔ سہیل احمد کا اصل نام سہیل اصغر ہے۔ پاکستانی اسٹیج ڈراموں اور مختلف ٹی وی ڈراموں میں اداکاری کا لوہا منوا چکے ہیں۔ برجستہ مکالموں کی ادائیگی طنز و مزاح ان کے مزاج میں شامل ہے لیکن سنجیدگی بھی ان کا خاص وصف ہے۔ دنیا نیوز چینل کے مزاحیہ سیاسی اردو پروگرام میں عزیزی کے نام معروف اور مقبول ہیں۔

۶۔ نواز انجم تھیٹر کے مزاحیہ آرٹسٹ ہیں۔ ۲۰۱۴ء سے ''حسبِ حال'' میں نظر آ رہے ہیں۔

۷۔ جعفر، ''نقاب اور آفتاب''، مشمولہ: حالِ دل، یکم ستمبر ۲۰۱۰ء، لنک،

(hal-dill-jafar.blogspast.com/2010/10.html.

۸۔ عطیہ نشاط، ڈاکٹر، اردو ڈراما روایت اور تجزیہ (الہ آباد: نیشنل آرٹ پریس، ۱۹۷۳ء)، ص: ۴۴

۹۔ نامی، ڈاکٹر عبدالعلیم، اردو تھیٹر، جلد اوّل (کراچی: انجمن ترقی اردو ۱۹۶۲ء)، ص: ۳۲۹۔ ۳۳۰

۱۰۔ حسب حال (مزاحیہ پروگرام)، دنیا نیوز ٹی وی، ۲۱۔ اگست ۲۰۱۱ء

۱۱۔ حسب حال (مزاحیہ پروگرام)، دنیا نیوز ٹی وی، ۷۔ اکتوبر ۲۰۱۶ء

۱۲۔ حسب حال (مزاحیہ پروگرام)، دنیا نیوز ٹی وی، ۸۔ اکتوبر ۲۰۱۶ء

۱۳۔ حسب حال (مزاحیہ پروگرام)، دنیا نیوز ٹی وی، ۶۔ جون ۲۰۱۲ء

۱۴۔ حسب حال (مزاحیہ پروگرام)، دنیا نیوز ٹی وی، ۲۸۔ جون ۲۰۱۲ء

۱۵۔ حسب حال (مزاحیہ پروگرام)، دنیا نیوز ٹی وی، ۱۶۔ جون ۲۰۱۲ء

مآخذ:

۱۔ عزیزی، حسبِ حال (مزاحیہ پروگرام)، لاہور: دُنیا نیوز ٹی وی، ۲ مارچ ۲۰۱۳ء۔

۲۔ http://www.dunyapakistan.com/68985

☆☆☆